بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا یا قتیل الحسین بکربلا

اصلاح

نمبر ۱ | بابت ماہِ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۳ھ | جلد ۱۸

السلام علیک یا ابا عبد اللہ لقد عظمت الرزیہ وجلت المصیبۃ بک علینا وعلی جمیع اہل الاسلام وجلت وعظمت مصیبتک فی السموات علی جمیع اہل السموات فلعن اللہ امۃ اسست اساس الظلم والجور علیکم اہل البیت

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین وجعلنا من الطالبین بثارہ مع ولیہ الامام المہدی من آل محمد علیہم السلام

کثرت بلا۔ آہ جب مصر میں ایام عزا میں جشن نوروزی قائم ہوا اور سنگ بنیاد مدینہ یونیورسٹی یکم محرم کو رکھا گیا۔ اُسوقت سے نزول بلا کی کوئی حد نہ رہی سلطنت ترکی ایرانی سب میں تباہی آگئی اور آتی جاتی ہے اب بھی خداوند عالم رحم فرمائے بحق محمد وآلہ الامجاد۔

اصلاح کی اشاعت کو آج سترہ برس پورے ہوے۔ اٹھارھواں سال شروع ہو گیا ہے کوئی سال بھی عزاے امام کا حق نہ ادا کر سکے کیونکہ اعداے دین کا وہ ہجوم رہا کہ بجز دفاع کوئی کام ہم نہ کرسکے۔

دعاے ماہ رمضان کا یہ فقرہ اللھم انا نشکو الیک فقد نبینا صلواتک علیہ وسلامہ

وغيبة ولينا وكثرة عدونا وقلة عددنا وشدة الفتن بنا وتظاهر الزمان علينا۔

ایسا فقرہ ہی کہ مومنین کو ہمیشہ اسکا ورد کرنا چاہیے کہ خداوندا ہم تجھ سے شکایت کرتے ہین کہ پیغمبر ہمارے ہم مین زندہ موجود نہین اور ولی ہمارے (صاحب الامر) غائب ہین۔ دشمنون کی کثرت ہی۔ تعداد ہماری کم ہے فتنون کی شدت ہی زمانہ ہمپر غلبہ کر رہا ہی۔

ایسی حالت مین ہمارا فرض یہی ہی کہ ایک طرف فاصبر كما صبر اولو العزم من الرسل پر عمل کرین کہ جس طرح تمامی انبیا و اولیا نے صبر کیا ہم بھی صبر کرین دوسری طرف فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشركين جس بات کا حکم دیا گیا ہی اُسکو بجا لائین اور مشرکون سے منھ پھیر لین۔

اسی اصول پر حق کو ہم واضح کرتے ہین اور مشرکین و منافقین کے شور و غل کی پروا نہین کرتے کیونکہ جب رسول اللہ کی انھون نے نہ سنا تو ہمارا قول کیا اثر کرے گا۔

ہان یہ ضرور ہی کہ ہم اپنے کل دلائل کو کلام مخالفین سے ثابت کرین جسکے بعد پھر کسی کو جائے دم زدن نہ رہے

اب یہ اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۸ بابت محرم سنہ ۱۳۳۳ حاضر ہے۔ اگر اسکے بقا کی ضرورت آپ سمجھتے ہین تو توجہ فرمائیے جسکے لیے صرف اسقدر کافی ہے کہ مومنین کے گھر مین اسکا رہنا ضروری ہی اور جہانتک ہوسکے آپ مخالفین کو دکھائیے کہ نہ اسمین سب و شتم ہوتا ہی۔ نہ لعنت نہ بد تہذیبی نہ سخت کلامی خاص اہلسنت کی کتابون سے ہم ہر حدیث کو پیش کرتے ہین جسکے ساتھ اُسکا صفحہ اور کتاب کا نام بھی لکھدیتے ہین

کثرت اخراجات۔ گرانی کاغذ و روشنائی سے چندہ اسکا بجائے عا کے (۳) کیا گیا تھا مگر اصرار مومنین سے پھر وہی عا کر دیا گیا۔ مگر وہ ضرورت اسیطرح باقی ہے بلکہ روز بروز اضافہ ہو رہا ہی اگر آپ مین استطاعت زیادتی کی ہی تو ہمت کوتاہ نہ کیجیے۔ کیونکہ جو کچھ آپ دینگے وہ اسی کار خیر مین صرف ہوگا ایک کی زیادتی دوسرے کی کمی کو پورا کریگا۔ ورنہ ہم بقدر امکان کوشش کرینگے آیندہ خدا مالک ہی۔

ہان آپکو معلوم ہی کہ کل اخبار و رسائل کی قیمت بڑھادی گئی ہی اور حجم کم کر دیا گیا۔ مگر اصلاح ابھی تک اسی حجم سے نکل رہا ہی۔ مگر صرف آپکی توجہ پر ورنہ ذاتی حالت دفتر کی نہایت سقیم ہی اور مجبوری ہم کو بھی حجم کم کرنا ہو۔ ہان یہ ایام عزا ہی اسمین آپ لاکھون روپیہ صرف رضائے خدا و رسول کے لیے صرف کرتے ہین مگر یہ یقینی سمجھ رکھیے کہ رضائے خدا و رسول اور خوشنودی ائمہ اطہار ان کتابون اور رسالون کے اجرا مین زیادہ ہی جو احقاق حق و ابطال باطل مین زیادہ کوشان ہین اور اصلاح و الشمس کا حصہ ہمین یقینی زیادہ ہی۔

شہادت امام حسین اور غضب خدا

اس زمانہ مین چونکہ خارجیت کو ترقی ہو رہی ہے خصوصاً عزای امام حسینؑ کے محو مین پورا انہماک ہو رہا ہی لہذا ہم چند حدیثین فضائل و آثار شہادت امام حسین کے بارے مین خاص کتاب صواعق محرقہ سے لکھتے ہین جو شیعون کے رد مین لکھی گئی ہے اور اسکے مصنف ابن حجر مکی ہین جو ۹۵۰ھ مین تصنیف ہوئی اور وجہ تصنیف یہ لکھی ہے ۔

لکثرة الشیعة والرافضیة ونحوهما الان بمکة المشرفة اشرف بلاد الاسلام صـ ۲

کہ چونکہ مکہ معظمہ مین شیعہ اور رافضیہ کی کثرت تھی اسلیے یہ کتاب لکھی گئی جس سے معلوم ہو سکتا ہی کہ اس شخص نے کیسی جانفشانی کی ہوگی اور اسمین لکھتے ہین صـ ۱۱۴

اخرج احمد والترمذی عن ابی سعید والطبرانی عن عمر وعن علی وعن جابر وعن ابی هریرة وعن اسامة بن زید وعن البراء وابن عدی عن ابن مسعود ان النبی قال الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة۔

امام احمد بن حنبل۔ امام ترمذی۔ ابو سعید خدری صحابی۔ طبرانی عمر اور حضرت علی وجابر وابوہریرہ واسامہ بن زید وبراء بن عازب صحابی سے اور ابن عدی ابن مسعود صحابی سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت نے فرمایا حسن وحسین سرداران جوانان اہل بہشت ہین۔

اخرج ابن عساکر عن علی وعن ابن عمر وابن ماجة والحاکم عن ابن عمر والطبرانی عن قرة وعن مالک بن الحویرث والحاکم عن ابن مسعود ان النبی قال ابنای هذان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة وابوهما خیر منهما۔

ابن عساکر حضرت علی وابن عمر سے اور ابن ماجہ اور امام حاکم ابن عمر سے اور طبرانی قرہ اور مالک بن حویرث سے اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے میرے یہ دونون فرزند حسن اور حسین سردار جوانان اہل بہشت سے ہین اور باپ انکا بہتر ہے ان سے۔

اگر آنحضرت سچے ہین اور آپ کا کوئی کلام غلط نہین تو ضرور ہے کہ امام حسن وامام حسین کل جوانان بہشت کے سردار ہون جسمین انبیا و اولیا سب داخل ہین۔

یہی وہ حدیث ہے جسے جناب مولوی سید سبط حسن صاحب ممتاز الافاضل نے سال گذشتہ علیگڈھ کالج میں پڑھا تھا اور سنیوں نے کفر کا فتوی دیا جسکا قصہ طولانی مومنین کو معلوم ہے۔

اخرج الطبرانی عن فاطمہ ان النبی قال اما حسن فلہ هیبتی و سوددی و اما حسین فلہ جرأتی وجودی

طبرانی نے جناب سیدہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا (امام) حسن کو ہماری ہیبت ملی ہے اور ہماری سرداری اور امام حسین کو ہماری جرأت ملی ہے اور ہمارا جود

اخرج ابن عدی و ابن عساکر عن ابی بکرہ ان النبی قال ان ابنی هذین ریحانتای من الدنیا

ابن عدی۔ ابن عساکر ابو بکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا یہ دونو میرے بیٹے پھول ہمارے ہیں دنیا سے۔

اخرج البخاری فی الادب المفرد و الترمذی و ابن ماجہ عن یعلے بن مرہ ان النبی قال حسین منی و انا منہ احب اللہ من احب حسینا الحسن و الحسین سبطان من الاسباط۔

بخاری نے ادب مفرد میں اور ترمذی و ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے حسن و حسین دونو سبط ہیں اسباط سے۔

اخرج احمد و ابن ماجہ و الحاکم عن ابی ھریرہ ان النبی قال من احب الحسن و الحسین فقد احبنی و من ابغضھما فقد ابغضنی

امام احمد۔ ابن ماجہ حاکم ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جس نے محبت کی حسن حسین سے اسنے ہم سے محبت کی اور جسنے انسے بغض رکھا اسنے ہمسے بغض رکھا۔

اخرج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال الحسن و الحسین اسمان من اسماء اھل الجنۃ ما سمت العرب بھما فی الجاھلیۃ

ابن سعد عمران بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ حسن و حسین دونو نام ہیں اسماء اہل جنت سے کہ عرب نے زمانہ جاہلیت میں یہ نام نہیں رکھا۔

اخرج ابن سعد و الطبرانی عن عائشۃ ان النبی قال اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف و جاءنی بھذہ التربۃ فاخبرنی ان فیھا مضجعہ

ابن سعد۔ طبرانی۔ عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہم کو جبرئیل نے خبر دیا ہے کہ میرا فرزند حسین بعد میرے ارض طف (کربلا) میں قتل ہوگا اور یہ اسکی خاک لائے ہیں کہ اسی میں وہ دفن ہونگے۔

اخرج ابوداؤد والحاکم عن ام الفضل بنت الحرث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسین واتانی بتربة من تربة حمراء

ابوداؤد اور امام حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دیا ہے کہ ہماری امت اس فرزند حسین کو قتل کریگی اور سرخ تربت انکی لائے تھے۔

واخرج احمد لقد دخل علی البیت ملک لم یدخل علی قبلھا فقال لی ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربة الارض التی یقتل بھا قال فاخرج تربة حمراء

امام احمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا آج ایک ایسا فرشتہ آیا جو کبھی نہیں آیا تھا اسنے کہا تھا کہ یہ فرزند حسین قتل کیا جائیگا اگر کہو تو ہم وہ تربت دکھائیں جس زمین پر وہ قتل ہونگے اسکے بعد سرخ رنگ کی تربت نکالی۔

اخرج البغوی فی معجمہ من حدیث انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استاذن ملک القطر ربہ ان یزورنی فاذن لہ وکان فی یوم ام سلمة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمة احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینا ھی علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلثمہ ویقبلہ فقال لہ الملک اتحبہ قال نعم قال ان امتک ستقتلہ وان شئت اریتک المکان الذی یقتل بہ فاراہ فجاء بسھلة او تراب احمر فاخذتہ ام سلمة فجعلتہ فی ثوبھا قال ثابت کنا نقول انھا کربلا۔

بغوی نے اپنے معجم میں انس سے روایت کی ہے کہ ملک قطرات باران کو اجازت ملی کہ وہ ہماری زیارت کو آئے۔ اسروز ہم خانہ ام سلمہ میں تھے ہمنے کہا دروازہ کی حفاظت کر تاکہ کوئی نہ آنے پائے اتنے میں حسین آئے اور حضرت نے انکا بوسہ لینا شروع کیا۔ فرشتہ نے کہا کیا آپ انکو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں۔ اسپر فرشتہ نے کہا۔ آپ کی امت ان کو قتل کریگی کہیے تو ہم آپ کو وہ مقام دکھادیں جہاں یہ شہید ہونگے اسکے بعد سہلہ۔ یا سرخ مٹی لائے اسکو حضرت ام سلمہ نے اپنے کپڑہ میں رکھا ثابت کہتے ہیں کہ ہم لوگ اسکو کربلا کہتے تھے۔

یرقی الیها اذا اراد فجاء جبرئیل فرقی
الیها وامر عائشة ان لا یطلع الیها
احد فرقی حسین ولم تعلم به فقال
جبرئیل من هذا قال ابنی فاخذه
رسول الله صلے الله علیه وسلم
ابنی قال نعم وان شئت اخبرتك
الارض التی یقتل فیها فاشار جبرئیل
بیده الی الطف بالعراق فاخذ منها
تربة حمراء فاراه ایاها وقال هذه
من تربة مصرعه

اخرج الترمذی ان ام سلمة رأت
النبی صلے الله علیه وسلم باکیا و
براسه ولحیته التراب فسالته فقال
قتل الحسین آنفا وکذلک رآه ابن عباس
نصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة
فیها دم یلتقطه فساله فقال دم الحسین
واصحابه لم ازل اتتبعه منذ الیوم
فنظروا فوجدوه قد قتل فی ذلك الیوم
فاستشهد الحسین کما قال صلے الله
علیه وسلم بکربلاء من ارض العراق
بناحیة الکوفة ویعرف الموضع ایضا
بالطف قتله سنان ابن انس النخعی
وقیل غیره یوم الجمعة عاشر المحرم

فجعله علی فخذه فقال جبرئیل ستقتله امتك ارءاه فقال

اسکا زینہ حجرہ عائشہ مین تھا عائشہ کو منع کردیا
تھا کہ کسی کو آنے نہ دینا۔ ایکروز امام حسین
اوپر چڑھ گئے تو جبرئیل نے پوچھا یہ کون ہی فرمایا
یہ میرا فرزند حسین ہے اور حضرت نے زانو پر
بٹھلالیا۔ حضرت جبرئیل نے کہا قریب ہے کہ
آپکی امت اسکو قتل کرے حضرت نے فرمایا کیا
میرے فرزند کو؟ کہا ہان۔ اور اگر آپ کہیے تو
ہم اس زمین کو دکھا دین پھر اشارہ کیا طرف
زمین عراق کے اور ایک مشت خاک اسکی لیکر
دکھایا اور کہا یہی ان کی قتل گاہ ہی۔

ترمذی نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ
حضرت کو خواب مین دیکھا روتے ہوے اور آپکے
سر اور ریش مبارک پر خاک پڑی تھی سبب
پوچھا تو فرمایا ابھی قتل گاہ حسین سے آتا ہون
ایسا ہی خواب دیکھا ابن عباس نے دوپہر کے
وقت کہ چہرہ پر گرد وغبار پڑ رہے اور ہاتھ مین
ایک شیشہ ہے جسمین خون ہے سبب پوچھا تو فرمایا
اسمین حسین اور انکے اصحاب کا خون ہے صبح سے
جمع کررہا تھا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ اسی روز
حضرت شہید ہوے۔ پس جیسا کہ حضرت نے خبر
دی تھی ویسا ہی امام حسین کربلا مین شہید ہوے
جو کوفہ کی نواحی مین ہے۔ اور وہ مقام معروف
ہے بہ طف۔ حضرت کو سنان ابن انس نخعی نے

سنة احدى وستين وله ست وخمسون
سنة وشهور ولما قتلوه بعثوا برأسه الى
يزيد فنزلوا اول مرحلة فجعلوا يشربون
بالرأس فبينماهم كذلك اذ خرجت عليهم
من الحائط يد معها قلم من حديد
فكتبت سطرا بدم

اترجو امة قتلت حسينا
شفاعة جده يوم الحساب

فهربوا وتركوا الرأس اخرجه المنصور
بن عمار وذكر غيره ان هذا البيت
وجد بحجر قبل مبعثه صلى الله عليه وسلم
بثلاثمائة سنة وانه مكتوب في
كنيسة من ارض الروم لا يدرى من
كتبه وذكر ابو نعيم الحافظ في كتاب
دلائل النبوة عن نصرة الازدية
انها قالت لما قتل الحسين بن علي
مطرت السماء دما فاصبحنا وحبابنا
وجرارنا مملوءة دما وكذا روى في
احاديث غير هذه ومما ظهر يوم قتله
من الآيات ايضا ان السماء اسودت
اسودادا عظيما حتى رؤيت النجوم
نهارا ولم يرفع حجر الا وجد تحته
دم عبيط۔

شہید کیا۔ اور بعض لوگوں نے دوسرے کا نام لیا
ہے یہ واقعہ بروز عاشورہ روز جمعہ سنہ ۶۱ھ
واقع ہوا جبکہ حضرت کا سن ۵۶ برس اور چند
ماہ تھے۔

حضرت کا سر جب کاٹ کر یزید کے پاس بھیجے
تو پہلی منزل پر ایک ہاتھ نمایاں ہوا جس نے
یہ شعر لکھا۔

اترجو امة قتلت حسینا
شفاعة جده یوم الحساب

کیا وہ امت جسنے حسین کو قتل کیا۔ اسکی امید
کر سکتی ہے کہ اُنکے جد کی شفاعت بروز قیامت
ملے گی۔ سب یہ واقعہ دیکھکر بھاگے اور سر کو
وہیں چھوڑ دیا یہ روایت منصور بن عمار کی ہے
اور دوسروں نے یہ لکھا ہے کہ حضرت رسول کی بعثت
کے تین سو برس قبل یہ شعر ایک پتھر پر لکھا تھا جو
ارض روم کے ایک کنیسہ میں تھا اور معلوم نہوا
کسنے لکھا ہے۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی نے
دلائل النبوة میں لکھا ہے کہ امام حسین کی شہادت
کے بعد آسمان سے خون برسا جس سے ہمارے
تمام ظرف خون سے بھر گئے ایسی ہی
بہت سی روایتیں ہیں کہ بروز شہادت امام حسین
بہت سے آیات ظاہر ہوئے آسمان ایسا سیاہ
ہو گیا کہ دن کو ستارے نظر آنے لگے۔ اور جو پتھر

اُٹھایا جاتا اُسکے نیچے خون تازہ جوش مارتا

واخرج ابو الشيخ ان الورس الذي كان
في عسكرهم تحول رمادا وكان في قافلة
من اليمن تريد العراق فوافقهم حين
قتله وحكى ابن عيينة عن جدته ان
جمالا ممن انقلب ورسه دما اخبرها
بذلك ونحروا ناقة في عسكرهم فكانوا
يرون في لحمها مثل النيران فطبخوها
فصارت مثل العلقم وان السماء
احمرت لقتله وانكسفت الشمس حتى بدت
الكواكب نصف النهار وظن الناس ان
القيامة قد قامت ولم يرفع حجر في
الشام الا رؤي تحته دم عبيط

ابو الشیخ نے روایت کی ہو کہ ورس (دسوبہ) جو
لشکر اہل شام میں تھا وہ سب خاکستر ہو گیا ایک
قافلہ میں سے ورس لدا رہا تھا (جو ایک قسم کی گھاس
ہے اور اُس سے کپڑہ رنگتے ہیں) یہ بھی خاکستر ہو گیا
یہ قافلہ اُس روز پہونچا تھا جس روز حضرت نے
شہادت پائی تھی (اُسکا یہ اثر ہوا)۔
ابن عیینہ اپنے جد سے وہ جمال سے ناقل ہیں کہ
لشکر شام نے ایک اونٹ نحر کیا جب اُسکو پکایا
تو مثل حنظل وہ گوشت تلخ ہو گیا۔ آسمان اس
شہادت سے سرخ ہو گیا اور آفتاب کو گہن لگا
یہانتک کہ دن دوپہر ستارے نظر آنے لگے اور سبکو
اسکا گمان ہوا کہ قیامت آگئی اور ملک شام
میں کوئی پتھر زمین سے نہ اُٹھایا گیا مگر اُسکے نیچے خون تازہ تھا۔

اخرج عثمان ابن ابي شيبة ان السماء
مكثت بعد قتله سبعة ايام ترى على
الحيطان كانها ملاحف معصفرة من
شدة حمرتها وضربت الكواكب بعضها
بعضا ونقل ابن الجوزي عن ابن سيرين
ان الدنيا اظلمت ثلاثة ايام ثم
ظهرت الحمرة في السماء وقال ابو سعيد
ما رفع حجر من الدنيا الا وتحته دم
عبيط ولقد مطرت السماء دما بقي

عثمان بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ بعد
شہادت امام حسین سات روز تک ایسا سرخ رہا
کہ تمام دیواریں سرخ نظر آتی تھیں اور ستارے
ٹوٹ ٹوٹ کر آسمان سے گرتے تھے۔ ابن جوزی
ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ بعد اس واقعہ
کے تین روز تک دنیا سیاہ رہی اُس کے بعد
سرخی آسمان پر نمایاں ہوئی۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ
جس پتھر کو اٹھاتے تھے اُسکے نیچے خون تازہ
دکھائی دیتا اور آسمان سے اسقدر خون برسا کہ

اثره في الثياب مدة حتى تقطعت

کہ اُسکا مدتون اثر باقی رہا۔

واخرج الثعلبي وابو نعيم ما مر من انهم مطروا دما زاد ابو نعيم فاصبحنا وجبابنا وجرارنا مملوة دما وفي رواية انه مطر كالدم على البيوت والجدر بخراسان والشام والكوفة وانه لما جيء برأس الحسين الى دار زياد سالت حيطانها دما

ثعلبی ابو نعیم روایت کرتے ہین کہ آسمان سے خون برسا جس سے کل ظروف ہمارے خون سے بھر گئے۔ مثل خون کی بارش تمام گھرون مین ہوئی اور دیوارون پر خراسان شام کوفہ۔ اور جب امام حسین کا سر زیاد کے گھر آیا تو اُسکی دیوارون تک خون بہ گیا۔

واخرج الثعلبي ان السماء بكت وبكاؤها حمرتها وقال غيره احمرت آفاق السماء ستة اشهر بعد قتله ثم لا زالت الحمرة ترى بعد ذلك وان ابن سيرين قال اخبرنا ان الحمرة التي مع الشفق لم تكن قبل قتل الحسين وذكر ابن سعد ان هذه الحمرة لم تر في السماء قبل قتله قال ابن الجوزي وحكمته ان غضبنا يؤثر حمرة الوجه والحق تنزه عن الجسمية فاظهر تاثير غضبه على من قتل الحسين بحمرة الافق اظهارا لعظم الجناية قال وانين عباس وهو ماسور ببدر منع النبي صلى الله عليه وسلم النوم فكيف بانين الحسين ولما اسلم وحشي قاتل حمزة قال له النبي

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ امام حسین پر آسمان رویا اور اُسکا رونا یہی تھا کہ آسمان سرخ ہو گیا اور لوگون نے بیان کیا ہے کہ چھ مہینہ تک آسمان بالکل سرخ رہا اُسکے بعد سے یہ سرخی شفق کی آجتک دکھائی دیتی ہے ابن سیرین کہتے ہین کہ یہ سرخی شفق کی قبل شہادت امام حسین نہین دیکھی گئی ابن سعد بھی کہتے ہین یہ سرخی شفق کی پہلے نہین دیکھی گئی۔ ابن جوزی کہتے ہین حکمت اُسکی یہ ہے کہ ہم لوگونکا غصہ سے چہرہ سرخ ہوتا ہے خدا چونکہ جسم نہین رکھتا اس لیے اُسنے اپنے غضب کا اثر بذریعہ آسمان ظاہر کیا تاکہ معلوم ہو کیسا امر عظیم ہے۔ اور جب حضرت عباس کی آہ نے حضرت پر یہ اثر کیا کہ سو نہ سکے تو پھر امام حسین کی آہ و بکا نے کیا اثر کیا ہوگا قلب رسول اللہ پر۔ قاتل حضرت حمزہ باوجودیکہ

صلے اللہ علیہ وسلم غیب وجہہ عنی فانی
لا احب ان اری من قتل لا اجبہ وقال
وهذا والاسلام یجب ما قبلہ فکیف بقلبہ
صلے اللہ علیہ وسلم ان یری من فجع بحبیبہ
وامر بقتلہ وحمل اهلہ علے اقتاب
الجمال وسائر من انہ لم یرفع حجر فی الشام
او الدنیا الا روی تحتہ دم عبیط وقع
یوم قتل علے ایضا کما اشار الیہ البیہقی
بانہ حکے عن الزهری انہ قدم الشام
یرید الغزو فدخل علے عبد الملک فاخبرہ
انہ انہ یوم قتل علے لم یرفع حجر من
بیت المقدس الا وجد تحتہ دم ثم
قال لم یبق من یعرف هذا غیری
وغیرک فلا تخبر بہ قال فما اخبرت
بہ الا بعد موتہ وحکی عنہ ایضا ان غیر
عبد الملک اخبرہ بذلک ایضا قال
البیہقی الذی صح عنہ ان ذلک حین
قتل الحسین ولعلہ وجد عند قتلهما
جمیعا انتهی۔

اسلام لا چکا تھا اور اسلام سب گناہان گذشتہ کو
محو کر دیتا ہی مگر اسپر بھی حضرت نے اس سے فرمایا
ہمارے پاس سے چلا جا کہ ہم قاتل اعزہ کا منھ
دیکھنا نہیں چاہتے پھر کیا حال ہوا ہوگا حضرت
کا اس سے کہ آپ ان لوگوں کو دیکھتے جو قاتل
امام حسین تھے اور جنھوں نے اہل حرم کو اسیر کر کے
شتران بے کجاوہ پر سوار کرایا۔

پتھر کے نیچے خون ہونا بروز شہادت

جناب امیر بھی نمایاں ہوا تھا چنانچہ امام بیہقی
نے امام زہری سے روایت کیا ہی کہ عبد الملک
کے یہاں شام میں گئے تھے تو عبد الملک نے کہا
جس روز جناب امیر نے شہادت پائی اُس روز
بیت المقدس سے کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا مگر
یہ کہ خون تازہ جوش مارتا تھا عبد الملک کہتا ہو کہ
اس واقعہ کے شاہد صرف تم اور ہم رہ گئے ہیں دیکھو
ہماری زندگی بھر کسی سے نہ کہنا چنانچہ زہری
کہتے ہیں یہ روایت ہمنے بعد وفات عبد الملک
بیان کی ہی اور روایت کی گئی ہے کہ غیر عبد الملک
نے بھی یہ بیان کیا بیہقی کہتے ہیں صحیح روایت
یہ ہے کہ یہ واقعہ بروز شہادت امام حسین ہوا اور شاید کہ دونو شہادت میں یہ واقعہ پیش آیا۔

واخرج ابو الشیخ ان جماعۃ تذاکروا انہ ما
من احد اعان علی قتل الحسین الا اصابہ
بلاء قبل ان یموت فقال شیخ انا اعنت

ابو الشیخ کہتے ہیں کہ جس جس نے امام حسینؑ کے قتل
میں شرکت کی تھی قبل مرنے کے وہ ضرور کسی بلا میں
مبتلا ہوا۔ ایک شخص وہاں تھا جسنے کہا کہ ہم بھی

وما اصابني شي فقام ليصلح السراج
فاخذت النار فجعل ينادي النار النار
وانغمس في الفرات ومع ذلك فلم يزل
به حتى مات
واخرج منصور بن عمار ان بعضهم ابتلي
بالعطش وكان يشرب راوية ولا يروى
وبعضهم طال ذكره حتى كان اذا ركب
الفرس لواه على عنقه كانه حبل ونقل
سبط ابن الجوزي عن السدي انه اضاف
رجل بكربلاء فتذاكروا انه ما شارك
احد في دم الحسين الا مات قبح موتة
فكذب المضيف بذلك وقال انه ممن
حضر فقام اخر الليل يصلح السراج
فوثبت النار في جسده فاحرقته قال
السدي فانا والله رأيته كانه حممة و
عن الزهري لم يبق ممن قتله الا من عوقب
في الدنيا اما بقتل او عمى او سواد الوجه
او زوال الملك في مدة يسيرة وحكى
سبط ابن الجوزي عن الواقدي ان شيخا
حضر قتله فقط فعمي فسئل عن سببه
فقال انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم
حاسرا عن ذراعيه وبيده سيف وبين
يديه نطع ورأى عشرة من قاتلي الحسين

تو عافیت کی بھی مگر ہم کو کوئی بلا نہیں آئی
اسکے بعد وہ چراغ درست کرنے اٹھا تو اسکے کپڑے
مین آگ لگ گئی وہ کود کر نہر فرات مین گرا مگر
آگ بجھی نہ خاموش ہوئی یہانتک کہ وہ ہلاک ہوا
منصور بن عمار روایت کرتے ہین کہ بعض
اُن مین تو عطش مین مبتلا ہوے یہانتک
کہ ایک مشک پانی پی جاتا اور پیاس نہ بجھتی
بعض کا عضو تناسل اسقدر بڑہ گیا کہ جب
گھوڑے پر سوار ہوتا تو گلے مین لپیٹ لیتا
گویا کہ رسی اسکے گلے مین پڑی ہے۔ سبط
ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے
کسیکو اپنا مہمان کیا تذکرہ مین یہ بات آئی کہ جو
قتل حسین مین شریک ہوا ضرور کسی عذاب
مین مبتلا ہوا۔ میزبان نے انکار کیا اور کہا ہم بھی
اس لشکر مین تھے آخر شب چراغ درست کرنے
چلا تو اسکے بدن مین آگ لگ گئی۔ سدی کا بیان
ہے ہمنے خود اسکو دیکھا کہ کوئلہ ہو گیا تھا زہری
سے روایت ہے کہ جسنے جسنے شرکت کی تھی قتل
مین اسپر دنیا مین بھی عقاب ہوا۔ اندھا ہوا
یا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ یا ملک بہت کم زمانہ مین جاتا
رہا سبط ابن جوزی واقدی سے روایت کرتے
ہین کہ ایک شخص شریک لشکر تھا وہ اندھا ہو گیا
سبب پوچھا تو کہا کہ ایک شب ہمنے رسول اللہ کو

مذبوحين بين يديه ثم لعنه وسبه بكثيرة سوادهم ثم اكحله بمرود من دم الحسين فاصبح اعمى

خواب دیکھا کہ آپ کے سامنے قاتلان امام حسین سے دس آدمی ذبح کیے ہوئے پڑے ہیں حضرت نے اس شخص پر صرف ہو جہ سے کہ شریک ہو کر اسنے سواد لشکر بڑھایا تھا بہت کچھ لعنت کی اور ایک سلائی خون امام حسین سے آنکھ میں پھیری جس سے یہ اندھا ہو گیا۔

واخرج ايضا شخصا منهم علق في لبب فرسه راس الحسين ابن علي فرؤي بعد ايام ووجهه اشد سوادا من القار فقيل له انك كنت انضر العرب وجها فقال ما مرت على ليلة من حين حملت تلك الراس الا واثنان ياخذان بضبعي ثم ينتهيان بي الى نار تاجج فيدفعاني فيها وانا انكص فتسفعني كما ترى ثم مات على اقبح حالة

دوسری روایت ہے کہ ایک شخص جناب امام حسین ع کا سر لجام فرس میں لٹکائے ہوئے جاتا تھا چند روز کے بعد اسکا چہرہ سیاہ ہو گیا کسی نے پوچھا تو نہایت حسین تھا عرب میں یہ کیا ہو گیا تو اُسنے کہا جس روز سے سر امام حسین سے ہمنے یہ بے ادبی کی اُس روز سے ہر شب ہم کو دو شخص پکڑ کر دہکتی ہوئی آگ میں ڈالتے ہیں جس سے ہماری یہ حالت ہوئی بعدہ وہ بدتر حالت سے مرا۔

واخرج ايضا شيخا رأى النبي صلى الله عليه وسلم في النوم وبين يديه طشت فيها دم والناس يعرضون عليه فيلطخهم حتى انتهيت اليه فقلت ما حضرت فقال لي هممت فاومأ الي باصبعه فاصبحت اعمى

دوسری روایت ہے کہ ایک شیخ نے حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہے جس میں خون ہے لوگ پکڑ کر لائے جاتے ہیں آخر میں ہم لائے گئے تو ہمنے عرض کیا ہم تو حاضر نہیں تھے آپنے فرمایا ارادہ تو کیا تھا اور انگشت مبارک سے اشارہ کیا جس سے میں اندھا ہو گیا۔

وبران احمد روى ان شخصا قال قتل الله الفاسق ابن الفاسق الحسين فرماه الله بكوكبين في عينيه فعمي وذكر البارزي عن المنصور انه رأى رجلا بالشام ووجهه وجه خنزير فسأله فقال انه كان

امام احمد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا خدا نے قتل کیا فاسق ابن فاسق حسین کو تو خدا نے دو ستارے اُسپر ڈالے جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ بارزی نے ذکر کیا کہ ایک شخص جناب امیر پر ہزار مرتبہ ہر روز لعنت کرتا تھا اور ہر روز جمعہ چار ہزار مرتبہ

لعن عليا كل يوم الف مرة وفي يوم الجمعة اربعة الاف مرة واولاده معه فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم وذكر مناما طويلا من جملته ان الحسن شكاه اليه فلعنه ثم بصق في وجهه فصار موضع بصاقه خنزيرا وصار آية للناس۔

اور اسکی اولاد بھی۔ تو حضرت کو ایک روز خواب میں دیکھا کہ امام حسن نے اسکی شکایت کی تو حضرت نے اسپر لعنت کی اور منھ پر تھوک دیا جس سے اسکا منھ خنزیر سا ہو گیا۔

واخرج الملا عن ام سلمة انها سمعت نوح الجن على الحسين وابن سعد عنها انها بكت عليه حتى غشي عليها وروى البخاري في صحيحه والترمذي عن ابن عمر انه سأله رجل عن دم البعوض وقد قتلوا ابن ابنة النبي صلى الله عليه وسلم وقد سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول هما ريحانتاي من الدنيا۔

ملا نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نوحہ جن سنا امام حسین پر اور ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ اسقدر روئیں کہ غش آگیا بخاری نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کسی نے انسے پوچھا کہ مچھر کا خون پاک ہے یا نجس تو پوچھا کہاں کا رہنے والا ہے اسنے کہا عراق کا ابن عمر نے کہا دیکھو اسکی طرف کہ یہ مچھر کے خون کو پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے فرزند رسول امام حسین کو شہید کر ڈالا جنکے بارے میں حضرت سے خود میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے یہ دونوں میری ریحانی ہیں دنیا سے انتہی۔

طاهر او لا فقال ممن انت قال من اهل العراق فقال انظروا الى هذا يسئلني عن دم البعوض

یہ کل روایتیں ہمنے صرف صواعق محرقہ سے لکھی ہیں جو شیعوں کی رد میں لکھی گئی ہے کیا اہلحدیث ان روایتوں سے کوئی سبق لے سکتے ہیں کیونکہ دعوی انکا تو یہ ہے کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں پھر دیکھیں ان حدیثوں کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

ہماری مراد ان روایتوں کے پیش کرنے سے صرف یہی ہے کہ جو لوگ مدعی اسلام ہوکر عزاداری کے محرمین کو شان میں انکو معلوم ہو۔ رضاے خدا و رسول اسی میں ہے کہ یہ ماتم باقی رہے اور تعزیہ داری کا رواج ہو جس سے پھر اسلام زندہ ہو اور ترقی کرے جو آجکل مردہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ دیکھتے ہیں عید آتی ہے بقر عید آتی ہے جسمیں کیا کچھ سامان عیش و نشاط کیا جاتا ہے۔ مگر نہ وہ جوش ہوتا ہے نہ وہ خروش جو مصیبت امام میں ہوتا ہے یہ کیوں؟ صرف اسلیے ہے کہ جتنے مسلمان ہیں خواہ وہ جانکر یا ماتم جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ دل انکا خود بخود ادھر کھنچتا ہے اور دھر ... تو وہ یہ سمجھتے ہیں

کہ کبھی کسی نہ کسی وقت مین کامیابی اسی ذریعہ سے ہوگی کیونکہ انکا سبکو یقین ہے کہ حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ ضرور تشریف لائین گے جنکے زمانہ مین قاف سے قاف تک ایک مذہب اور ایک سلطنت ہوگا اُن کا پہلا کام یہی ہوگا کہ قاتلان امام حسین ع سے انتقام لین اور یہی انتقام لینا انکا اسلام کو از سر نو زندہ کریگا۔ کیونکہ اب صرف انھین لوگون کو قتل کرینگے جو ظاہر بظاہر قتل امام مین شریک تھے بلکہ جو لوگ یزیدی افعال سے راضی تھے یا ہین حضرت سبکو واصل جہنم فرمائینگے۔

کیا آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی یہ تحریر نہین دیکھی جو لکھتے ہین۔

"امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لوگ یزید کی فوج تھی کلمہ گو تھے۔ اسلام کے قائل تھے پولٹیکل نقشہ نے انکو امام مرحوم سے مقابلہ کروایا باقی انکا انجام خدا کو معلوم علمہا عند ربی لا یضل ربی ولا ینسی" اہلحدیث نمبر ۵۲ مورخہ ۳ ذی الحجہ

اس تحریر سے خود آپ سمجھ سکتے ہین کہ انکا دل کسقدر جبہ والے یزید سے ملا ہے آپ اسپر کفر کا فتوی دیتے ہین نہ جہنمی ہونے کا۔ بلکہ اس لڑائی کو پولیٹکل ملکی لڑائی کہتے ہین اور اسکے انجام کو حوالہ بخدا کہتے ہین حالانکہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کو یقینی جہنمی اور کافر جانتے ہین۔ باوصفیکہ وہ بھی کلمہ گو تھا۔ اسلام کا قائل تھا اسکے علاوہ صحابی رسول تھا مگر چونکہ ابو بکر کی خلافت کا قائل نہ تھا اسلیے وہ کافر ہوا۔ اور یزید چونکہ قائل بخلافت ابو بکر تھا۔ بلکہ اُنکے خلیفہ کا خلیفہ تھا اسلیے یہ سب نوازشین کی گئین جسمین وہ مرتکب تحریف بھی ہوے کیونکہ اصل آیہ اسطرح ہے۔ علمہا عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسی (سورہ طہ)

الآل والاصحاب۔ اور **قتلۃ الحسین** کی نسبت ہمنے اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۴ مین وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ ماہ محرم سے انکا سلسلہ شروع کیا جائے گا مگر افسوس کہ یہ وعدہ اس نمبر مین پورا نہوسکا کیونکہ ان دو مضمونون نے پوری جگہ لی اور کاغذ کی گرانی نے اسقدر حواس باختہ کیا ہے کہ کچھ کہا نہین جاتا۔ اگر اس سال کے ۱ کا ویلو کل وصول ہوا تو امید ہے کہ وہ حجم باقی رہے۔

المفارقات الحسینیہ جناب مولانا الحکیم السید غلام حسین صاحب کنتوری نے دس ہزار ۱۰۰۰۰ مطبع اصلاح مین چھپوایا تھا جو سالگذشتہ عام طور پر تقسیم ہوا۔ مگر اکثر خریداران اصلاح اُس سے محروم رہے لہذا اس نمبر کے ساتھ عام طور پر تقسیم کیا جاویگا کہ کوئی محروم نہ رہے۔

شہداء زندہ ہین

قرآن مجید جو مسلمانون کی عظیم ترین کتاب ہے۔ اور جسپر تمام اصول و فروع کے اثبات کا دار و مدار ہی اُسنے اس مسئلہ کو تسلیم کیا ہی کہ شہداے راہ خدا زندہ ہین۔ دوسرے پارہ کے تیسرے رکوع مین یون ارشاد فرمایا ہی کہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون "شہداے راہ خدا کو مُردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہین لیکن تمہین محسوس نہین ہوتا۔" اور چوتھے پارہ کے آٹھوین رکوع مین فرمایا ہی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون "مقتولین راہ خدا کو میت نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہین۔ اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتے ہین" یہ وہ آیت ہی جو حق و باطل کے درمیان نہایت وضوح کے ساتھ فیصلہ کر دیتی ہی۔ اگر ذرا غور و تامل سے کام لیا جاے۔

مین قبل اسکے کہ اس آیت کے متعلق کچھ گذارش کرون اسقدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہون کہ زندہ ہونا کئی معنون مین بولا جاتا ہی۔ ایک تو وہی زندگی ہی جو اس قالب جسمانی مین روح کے باقی رہنے کے وقت حاصل ہوتی ہی جب ہم کہتے ہین کہ احمد زندہ ہی تو اسکے یہی معنی ہوتے ہین کہ روح اوس کی اُسکے جسم مین موجود ہی۔ دوسرے وہ زندگی ہی جو اس عالم مین بحیثیت کسی کام کے ہوتی ہے یعنی کسی نے ایسا کام کیا جسکا اثر بہت دنون دنیا مین باقی رہا تو اُسے بھی کہا جاتا ہی کہ وہ زندہ ہی کیونکہ اُسکا کام جس سے لوگ منتفع ہوتے ہین اُسکی اصلی زندگی کا قائم مقام ہے۔ تیسرے وہ زندگی ہی جو اس عالم مین بحیثیت شہرت اور عزت کے ہوتی ہی جیسا کہ کسی نے کہا ہی ع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت۔ یعنی از بسکہ نوشیروان کا نام دنیا مین باقی ہے اسلیے وہ ابھی زندہ ہی چوتھی زندگی اُس معنی سے ہی جسے دل ملک آسمانی نے تسلیم کیا ہی کہ اچھے لوگون کے واسطے پروردگار عالم کی جناب مین عزت و منزلت حاصل ہی۔ اور وہ وہان اسکی جلیل القدر نعمتون سے فائدہ اُٹھا رہے ہین۔

اب دیکھنا ہے کہ آیت مذکورۃ الصدر مین کس معنی سے حیات کا استعمال ہوا ہی۔ آیا یہ معنی ہین کہ جسطرح وہ لوگ قبل مقتول ہونے کے اپنی روحون کو جسم مین لیے ہوے زندہ تھے اب بھی اُسی طرح زندہ ہین۔ یا یہ مطلب ہی کہ اُنکے کام کا اثر اب تک قائم ہے اسلیے وہ زندہ ہین مثلاً جن لوگون نے

کہ کبھی کسی نہ کسی وقت میں کامیابی اسی ذریعہ سے ہوگی کیونکہ انکا سبکو یقین ہے کہ حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ ضرور تشریف لائینگے جنکے زمانہ میں قاف سے قاف تک ایک مذہب اور ایک ملت ہوگا اُن کا پہلا کام یہی ہوگا کہ قاتلان امام حسین ع سے انتقام لیں اور یہی انتقام لینا انکا اسلام کو از سر نو زندہ کریگا۔ کیونکہ اب صرف انھیں لوگوں کو قتل کرینگے جو ظاہر بظاہر قتل امام میں شریک تھے بلکہ جو لوگ یزیدی فعال سے راضی تھے یا ہیں حضرت سبکو واصل جہنم فرمائینگے۔

کیا آپ نے **مولوی ثناء اللہ** صاحب کی یہ تحریر نہیں دیکھی جو لکھتے ہیں۔

"امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لوگ یزید کی فوج تھی کلمہ گو تھے اسلام کے قائل تھے پولیٹیکل نقشے نے انکو امام مرحوم سے مقابلہ کروایا باقی انکا انجام خدا کو معلوم علمہا عند ربی لا یضل ربی ولا ینسی" اہلحدیث نمبر ۵۲ مورخہ ۳ ذیحجہ

اس تحریر سے خود آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انکا دل کس درجہ والے یزید سے ملا ہے آپ اسپر کفر کا فتوی دیتے ہیں نہ جہنمی ہونے کا۔ بلکہ اس لڑائی کو پولیٹیکل (ملکی) لڑائی کہتے ہیں اور اسکے انجام کو حوالہ بخدا کہتے ہیں حالانکہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کو یقینی جہنمی اور کافر جانتے ہیں۔ باوصفیکہ وہ بھی کلمہ گو تھا۔ اسلام کا قائل تھا اسکے علاوہ صحابی رسول تھا مگر چونکہ ابوبکر کی خلافت کا قائل نہ تھا اسلیے وہ کافر ہوا۔ اور یزید چونکہ قائل بخلافت ابوبکر تھا۔ بلکہ اُنکے خلیفہ کا خلیفہ تھا اسلیے یہ سب نوازشیں کی گئیں جبکہ وہ مرتکب تحریف بھی ہوے کیونکہ اصل آیہ اسطرح ہے۔ **علمها عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسی**

(سورہ طہ)

الآل والاصحاب۔ اور **قتل الحسین** کی نسبت ہمنے اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۴ میں وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ ماہ محرم سے اسکا سلسلہ شروع کیا جائیگا مگر افسوس کہ یہ وعدہ اس نمبر میں پورا نہو سکا کیونکہ ان دو مضمونوں نے پوری جگہ لیلی اور کاغذ کی گرانی نے اسقدر حواس باختہ کیا ہی کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ اگر اس سال کے ۱/۲ کا ویلیو کل وصول ہوا تو امید ہے کہ وہ حجم باقی رہے۔

۱۰۰۰۰

المفارقات الحسینیہ جناب مولانا الحکیم السید غلام حسین صاحب کنتوری نے دس ہزار مطبع اصلاح میں چھپوایا تھا جو سالگذشتہ عام طور پر تقسیم ہوا۔ مگر اکثر خریداران اصلاح اس سے محروم رہے لہذا اس نمبر کے ساتھ عام طور پر تقسیم کیا جاویگا کہ کوئی محروم نہ رہے۔

شہدای زندہ ہیں

قرآن مجید جو مسلمانوں کی عظیم ترین کتاب ہے، اور جس پر تمام اصول و فروع کے اثبات کا دار و مدار ہے اُس نے اس مسئلہ کو تسلیم کیا ہے کہ شہدائے راہ خدا زندہ ہیں۔ دوسرے پارہ کے تیسرے رکوع میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون "شہدائے راہ خدا کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں محسوس نہیں ہوتا۔ اور چوتھے پارہ کے آٹھویں رکوع میں فرمایا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون "مقتولین راہ خدا کو میت نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتے ہیں"

یہ وہ آیت ہے جو حق و باطل کے درمیان نہایت وضوح کے ساتھ فیصلہ کر دیتی ہے۔ اگر ذرا غور و تامل سے کام لیا جائے۔

میں قبل اسکے کہ اس آیت کے متعلق کچھ گذارش کروں اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زندہ ہونا کئی معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ایک تو وہی زندگی ہے جو اس قالب جسمانی میں روح کے باقی رہنے کے وقت حاصل ہوتی ہے جب ہم کہتے ہیں کہ احمد زندہ ہے تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ روح اوس کی اُسکے جسم میں موجود ہے۔ دوسرے وہ زندگی ہے جو اسی عالم میں بحیثیت کسی کام کے ہوتی ہے یعنی کسی نے ایسا کام کیا جسکا اثر بہت دنوں دنیا میں باقی رہا تو اسے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے کیونکہ اُسکا کام جس سے لوگ منتفع ہوتے ہیں اسکی اصلی زندگی کا قائم مقام ہے۔ تیسرے وہ زندگی ہے جو اس عالم میں بحیثیت شہرت اور عزت کے ہوتی ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎ نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت۔ یعنی از بسکہ نوشیروان کا نام دنیا میں باقی ہے اسلیے وہ ابھی زندہ ہے چوتھی زندگی اس معنی سے ہے جسے اہل ملک آسمانی نے تسلیم کیا ہے کہ اچھے لوگ مرنے کے بعد پروردگار عالم کی جناب میں عزت و منزلت حاصل ہے۔ اور وہ اسکی جلیل القدر نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اب دیکھنا ہے کہ آیت مذکورۃ الصدر میں کن معنی سے حیات کا استعمال ہوا ہے۔ آیا یہ معنی ہیں کہ جسطرح وہ لوگ قبل مقتول ہونے کے اپنی روحوں کو جسم میں لیے ہوئے زندہ تھے اب بھی اسی طرح زندہ ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اُنکے کام کا اثر اب تک قائم ہے اسلیے وہ زندہ ہیں مثلاً جن لوگوں نے

حفاظت اسلام کے لیے جانین دین چونکہ اسلام ابتک قائم ہے لہذا وہ لوگ بھی زندہ ہین۔
یا یہ مطلب ہی کہ آج تک چونکہ انکا شہرہ عالم مین ہی اسوجہ سے زندہ ہین۔ یا یہ مقصود ہی کہ انھین چونکہ اُنکے اعمال کے صلہ مین نعمتہائے عظیمہ دی گئی ہین اسلیے وہ زندہ ہین۔
ظاہر بین نگاہون والے تو ضرور یہی کہین گے کہ اس حیات سے مراد ان ہی تین قسمون کی زندگی ہوسکتی ہی جو پہلی قسم کے علاوہ ہین کیونکہ انکو بظاہر محسوس نہین ہوتا کہ کُشتگان راہ خدا اُسی طرح زندہ ہین جس طرح ہم لوگ اپنی جسمانی زندگی سے زندہ ہین۔ لہذا وہ کہدینگے کہ اس حیات سے مقصود یہی شہرت نام یا بقاے اثر عملی۔ یا جزاے نیک ہے جو اُن کو خداے تعالے کی جناب سے ملی ہے۔ تفسیر فخرالدین رازی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اصم کی راے یہ ہی کہ اس حیات سے مراد حیات دینی ہے یعنی ہدایت یافتہ ہونا جیسا کہ پروردگار عالم نے دوسرے مقام پر فرمایا ہی او من کان میتا فاحیینا ہ اس آیت مین موت سے مراد ضلالت ہی اور حیات سے مراد ہدایت یافتہ ہونا ہی۔ ان کے نزدیک آیت مذکورۃ الصدر مین احیاء سے مطلب یہ ہوگا کہ شہداے راہ خدا ہدایت یافتہ ہین گمراہ نہین ہین۔
ایک قول اس آیت مین یہ بھی ہی کہ حیاۃ سے مراد حیاۃ قیامت ہے۔ گویا یہ جواب ہے مشرکین کے اس قول کا کہ پیغمبر آخرالزمان کے صحاب جو مارے جاتے ہین وہ بے فائدہ اپنی جان دیتے ہین دنیا کو بھی کھوتے ہین اور اپنی عمر کو بھی ضایع کرتے ہین کیونکہ انکو اس زندگی کے بعد کچھ ملتا ہی نہین۔ تو جواب اسکا پروردگار عالم نے یون دیا کہ بل احیاء یعنی بلکہ وہ مقتولین زندہ کیے جائین گے اور اُنکو جزاے اعمال و جزاے شہادت دی جائے گی ایسا نہین ہی کہ اُنکی عمرین بھی بے فائدہ ضایع گئین اور آخرت مین بھی کچھ نہ ملیگا بلکہ آخرت مین اُنکے واسطے نیک بدلہ مقرر ہے۔
لیکن حقیقت یہ ہی کہ یہ تمام خیالات ضعیف ہین اور صرف اُن ہی لوگون کے خیالات ہین جنکی نگاہین ظاہر بین ہین جسکی طرف پروردگار عالم نے اپنی اس لفظ سے اشارہ بھی فرمادیا ہے کہ ولکن لا تشعرون یعنی چونکہ تمھارے احساسات ضعیف ہین اسوجہ سے تم اُن کی حیات کا ادراک نہین کر سکتے۔
اگر آیت مین حیات سے مراد ہدایت یافتگی ہوتی۔ یا قیامت مین زندہ کیا جانا۔ یا شہرت نام۔ یا بقاے اثر عمل۔ تو نفی شعور کی ضرورت نہ تھی۔ اسلیے کہ آیت صاف لفظون بتا رہی ہی

کہ وہ شہدا اس وقت زندہ ہین لیکن تمھین احساس نہین ہوتا نہ یہ کہ قیامت مین زندہ ہون گے تو سب ہی دیکھین گے۔ نہ شعور کرنے کے کیا معنے۔ یا اس وقت نفی کرنے سے اُس وقت کے متعلق کیا حاصل۔

نیز ہدایت یافتگی کوئی ایسی شے نہین ہی جسکو شعور ظاہری سے کوئی تعلق ہو اگر یہی مقصود ہوتا تو فرماتا کہ ولکن لا تعلمون۔ یا لا تعقلون۔ یا لا تدرکون۔ وغیرہ۔ لا تشعرون کی ادبیت اسی امر کی مشعر ہی کہ یہان حیات سے مراد حیات جسمانیہ ہے نہ روحانیہ۔

علاوہ اسکے جو لوگ راہ خدا مین مارے گئے ہین وہ ضرور وہی لوگ تھے جو خدا پر ایمان لا چکے تھے رسول کو برحق سمجھ چکے تھے۔ قیامت پر اُنھین ایمان حاصل تھا۔ جو بداہتہ معلوم ہی پس اسکا ذکر اس شد و مد سے محض فضول ہے اور اگر یہی مراد ہو تو پھر شہدا کی خصوصیت ہی کیا ہی۔ حیاۃ بمعنی ہدایت یافتگی سے تو تمام مسلمان متصف ہین پھر شہدا کی خصوصیت کیا۔ علیٰ ہذا القیاس قیامت مین زندہ کیے جانے کے معاملے مین تمام مسلمان شریک ہین۔ کوئی وجہ خصوصیت شہدا کی نہین ہے حالانکہ آیت انکی شرافت و عظمت کو جتانا چاہتی ہی۔

نیز شہرت نام۔ یا بقاے اثر عملی۔ یا جزاے نیک کا ملنا خداے تعالی کی جناب مین کچھ شہدا ہی کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ ہر دیندار اسکا مستحق ہے۔ جنمین شہدا کا بھی حصہ ہے۔ پھر یہ اہتمام کرنا کیسا کہ شہداے راہ خدا کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہین لیکن تمھین شعور و احساس نہین؟

اسی وجہ سے اکثر مفسرین کی یہی راے ہے کہ وہ لوگ اس وقت بھی اُسی طرح زندہ ہین جسطرح جسم خاکی کے اندر روح کے رہنے کے وقت محسوس طور پر زندہ تھے لیکن از بسکہ تمھارے حاسات ہر شے پر محیط نہین ہین اسوجہ سے تم اُن کو دیکھ نہین سکتے۔

اب رہا یہ سوال کہ اگر وہ زندہ ہین تو چاہیے کہ ہم اُنھین دیکھین جسطرح زندون کو دیکھا کرتے ہین۔ تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کب ضروری ہی کہ جو شخص زندہ ہو وہ ہر ایک کی نظر کے سامنے بھی رہے اور ہر ملک کے ہر ہر فرد کے سامنے بھی آیا کرے تب لوگ اُسکی زندگی کا یقین کرین۔ آج کرورون بلکہ سنکھون آدمی زندہ ہین۔ مگر اکثرون نے اکثرون کو انمین سے نہین دیکھا پھر بھی انکی زندگی کا یقین کرتے ہین پس جبکہ ملک خدا کی وسعت کی کوئی حد نہین ہے۔ اور جدید [illegible]

سے بہت زیادہ ہین تو کیا ممکن نہین کہ اُن شہدا کو بھی زمین پر ساکن کیا گیا ہو مگر ایسے مقام پر جہانتک اُن آدمیون کی رسائی نہین ہوتی یا نہین ہو سکتی۔

اور یہ بھی کیا ضروری ہی کہ اسی زمین پر اُن کو ساکن کیا جائے جبکہ آج تجربات کثیرہ نے ثابت کر دیا ہی کہ کواکب پر بھی آبادیان ہین اور وہان بھی ذی روح رہتے ہین جیسا کہ فلسفہ حکمائیہ اور شریعت اسلامیہ دونون کا اسپر اتفاق ہے۔ تو کیونکر مستبعد ہو سکتا ہی۔ کہ اُنکو یہان سے ہٹا کر کسی سیارہ پر جگہ دی گئی ہو جیسا کہ جیتے جی حضرت عیسیٰ کو یہان سے علحدہ کر کے چوتھے آسمان پر جگہ دی گئی۔

عقلی دلیل کوئی بھی اسکی ممانعت یا عدم جواز کو ثابت نہین کر سکتی لیکن اگر کوئی زیادہ سے زیادہ کہہ سکتا ہی تو اسی قدر کہ ہم اُنھین دیکھتے نہین۔ اچھا ہم بھی مانتے ہین کہ آپ اُنھین نہین دیکھتے لیکن یہ کیا ضروری ہی کہ جس چیز کو آپ نہ دیکھین وہ موجود ہی نہو کسی چیز کو نہ دیکھنا اسکے نہونے کی دلیل نہین کیونکہ آج لاکھون چیزین دنیا مین ایسی موجود ہین جن کو ہمنے اور نہ ہم سے قبل کے لوگون نے دیکھا۔ باوجود اسکے وہ اشیاء موجود ہین اور اُنکے وجود کا ہم کو ایسا ہی یقین ہی جیسا اپنے وجود کا۔ تو شہدا بیچارون نے کیا قصور کیا کہ آپ اُنکو بالفعل موجود اور زندہ نہ مانین؟

بیشک وہ زندہ موجود ہین اور اسیطرح کی حیات جسمانیہ سے زندہ ہین لیکن ضرور ہی کہ جن کی زندگی کے ہم قائل ہوتے ہین وہ شہید راہ خدا ہون۔ نہ ہر شخص۔ جو کسی طرح پر مار ڈالا گیا ہو کیونکہ آیت مین یہ بھی قید ہے کہ الذین قتلوا فی سبیل اللہ جو لوگ کہ قتل کیے گئے ہین خدا کی راہ مین۔ لہذا عام طور پر قتل کیے ہوے یا لڑائیون مین مارے ہوے لوگ شہدائے راہ خدا نہین ہین شہید وہ شخص ہے جو ہدایت خلق مین مارا گیا ہو شہید وہ ہی جو بے دینی کے روکنے مین مارا گیا ہو شہید وہ ہی جو حفاظت حدود اللہ مین مارا گیا ہو شہید وہ ہی جو اعلاء کلمۃ اللہ مین بلا وجہ قتل کیا گیا ہو پس ایسے شخص کو زندہ ہونا ضروری ہی۔ اور بیشک وہ زندہ ہی بلکہ اُسکے آثار بھی دنیا مین ایسے ہی محسوس و مشاہد ہین جیسے آثار کسی جسمانی زندہ کے ہوتے ہین۔ اگر یقین نہو تو آؤ کربلا کے شہیدون کو دیکھو تمھین معلوم ہو جائیگا کہ کوئی شہید کیونکر زندہ ہوتا ہی۔

۱ ابو مخنف اپنے مقتل مین لکھتے ہین۔ قال الطرماح بن عدی رحمہ اللہ

كنت فى القتلى وقد وقع فى جراحات ولو حلفت لكنت صادقا انى كنت غير نائم اذا اقبل عشرون فارسا وعليهم ثياب بيض يفوح منها المسك والعنبر فقلت فى نفسى هذا عبيد الله بن زياد لعنه الله قد اقبل يطلب جثة الحسين ليمثل بها فجاؤا حتى صاروا اقريبا منه فتقدم رجل الى جثة الحسين رض واجلسه قريبا منه فاومى بيده الى الكوفة واذا بالراس قد اقبل فركبه على الجسد فعاد مثل ما كان بقدرة الله وهو يقول ياولدى قتلوك اتراهم ما عرفوك ومن شرب الماء منعوك ما اشد اجرأتهم على الله تع الخ

یعنی طرماح بن عدی کہتے ہین کہ مین بھی مقتولین کے درمیان پڑا ہوا تھا اور بہت سے زخم مجھی لگے تھے اور اگر مین قسم کھاؤن تو اس قسم مین سچا ہونگا کہ مین اُسوقت بیدار تھا۔ کہ یک بیک بیس ار آئے جو سفید پوش تھے اور اُنسے مشک وعنبر کی خوشبو آتی تھی مین نے اپنے دل مین کہا کہ شاید ابن زیاد ملعون آرہا ہی تاکہ نعش حسین کو مثلہ کرے۔ اتنے مین وہ لوگ آگئے یہانتک کہ حسین سے قریب ہوے اور ایک آدمی ان مین سے آگے بڑھا اور امام حسین علیہ السلام کو اپنے قریب بٹھایا۔ پھر کوفہ کی طرف اشارہ کیا ناگاہ سر حضرت کا سامنے سے آگیا۔ پھر اُس سر کو جسم پر لگا دیا اور آپ جیسے پہلے زندہ تھے اسی طرح زندہ ہوگئے قدرۃ خدا سے۔ اور وہ بزرگ یہ کہہ رہے تھے کہ ای میرے فرزند تجھکو ان لوگون (اہل کوفہ) نے قتل کیا۔ کیا تمھارا خیال ہے کہ وہ تمھین پہچانتے نہ تھے؟ اور پانی سے تم کو روکدیا کس قدر جرأت کی ہی ان لوگون نے خدا تعالی پر۔

۲۔ دوسرا واقعہ اسی مقتل مین ہی قالت امرأته سمعت الراس يقرء الى طلوع الفجر وكان اخر قرائته وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون - خولی بن یزید اصبحی نے جب امام حسین علیہ السلام کا سر اپنی زوجہ کو لاکر دیا ہی تو وہ بیان کرتی ہی کہ مین نے حضرت کے سر کو صبح تک تلاوت ہی مین پایا اور آخری پڑھنا حضرت کا یہ تھا کہ آپکے سر نے فرمایا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی عنقریب ظلم کرنے والے معلوم کرینگے کہ اُن انجام کیا ہوتا ہے (یہ آیت قرآنیہ ہے ایک کٹے ہوے سر کا قراءت قرآن کرنا دلیل ہی اس امر پر کہ وہ ابھی زندہ ہی اور یہی معنی خدا تعالی کے اُس کلام پاک کے ہین کہ بل احیاء شہداء راہ خدا زندہ ہین)۔

(۳) تیسرا واقعہ اسی مقتل ابو مخنف میں ہی - روی عن زید بن ارقم قال مر بی راس الحسین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وانا جالس فی غرفۃ وھو علی رمح طویل فسمعتہ یقرأ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا فقف له شعری ونادیت یا ابن رسول اللہ راسک اعجب یعنی زید ابن ارقم سے مروی ہی کہ میں شہر کوفہ میں ایک غرفہ میں بیٹھا ہوا تھا - کہ حسین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کا سر میری طرف سے ہو کر گذرا اور وہ ایک نیزہ طویل پر تھا تو میں نے سنا کہ وہ پڑھ رہا ہی ان اصحاب الکھف والرقیم - الخ پس میرے بال کھڑے ہو گئے اور میں نے پکارا یا ابن رسول اللہ آپ کا سر ان سے بھی زیادہ عجیب ہے -

یہاں بھی کٹے ہوئے سر کا سورہ کہف کو تلاوت کرنا دلیل زندگی ہی -

(۴) چوتھے کتاب مناقب قدیم میں علی بن احمد عاصمی سے مروی ہی کہ جب حضرت کا سر ملک شام کیطرف لیچلے تو رات کے وقت ایک یہودی کے پاس ٹھہرے پس جب وہ لوگ شراب وغیرہ پی چکے تو وہ یہودی انکے پاس آیا - اور انسے کہا کہ مجھے اس سر کو دکھلاؤ - ان لوگوں نے اس سر کو دکھایا وہ آنحالیکہ وہ ایک صندوق میں تھا اور اس سے نور ساطع تھا جو آسمان تک جاتا تھا یہودی اسے دیکھکر متعجب ہوا اور انسے بطور امانت کے وہ سر طلب کیا (اور اپنے گھر میں لے گیا) اور اس سر سے کہا کہ اشفع لی عند جدک ای سر حسین تو میری شفاعت اپنے نانا کے پاس کرنا اوسوقت خدا نے اس سر کو گویا کیا اوس سر نے فرمایا کہ میری شفاعت صرف محمدیوں کے لیے ہو سکتی ہے اور تو محمدی (مسلمان) نہیں ہے (پھر کیونکر میں تیری شفاعت کرونگا) اوسوقت یہودی مذکور نے اپنے اقربا کو طلب کیا پھر سر کو لیکر ایک طشت میں رکھا اور اس پر گلاب چھڑکا اور اس میں مشک عنبر ڈالا اور اپنی اولاد و اقربا سے کہا کہ یہ سر فرزند دختر رسول کا ہی پھر کہا افسوس کہ میں نے آپکے جد رسول اللہ سے ملاقات نکی کہ میں انکے سامنے مسلمان ہوتا لیکن اب میں آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہوں کیا آپ میری شفاعت قیامت کے دن فرمائیں گے ؟ اوسوقت خدا نے پھر اس سر کو زندہ کر کے گویا کیا اور وہ بزبان فصیح بولا کہ ان اسلمت فانا لک شفیع اگر تو مسلمان ہو گیا تو میں تیری شفاعت (ضرور) کرونگا - اس کلام کو

تین مرتبہ کہا پھر سکوت کیا۔"

(۵) واقعہ۔ یہ بھی متواترات اخبار سے ہے کہ جب جمال ملعون نے بعد شہادت کمر بند حضرت کا لینا چاہا تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر اسے منع فرمایا یہانتک کہ اس شقی نے انگلیوں کو کاٹ ڈالا اسکا خود بیان ہے کہ مددت یدی الی التکۃ فھممت ان احل عقدھا فرفع یدہ و ضرب بہا یدی فکادت اوصالی وعروقی تنقطع ثم اخذ التکۃ من یدی فوضعت رجلی علی صدرہ وجہدت جہدی لا انیل اصبعا من اصابعہ فلم اقدر فاخرجت سکینا کان معی فقطعت اصابعہ "میں نے اپنا ہاتھ کمر بند کی طرف بڑھا اور قصد کیا کہ اس کی گرہ کھولوں تو آپ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا اور میرے ہاتھ پر اس زور سے مارا کہ قریب تھا کہ میرے جوڑ جوڑ اور رگ رگ قطع ہو جائیں پھر میں نے اپنا پاؤں حضرت کے سینے پر رکھکر بہت کوشش کی کہ ایک انگلی کو بھی آپکی انگلیوں میں سے کمر بند پر سے ہٹا سکوں مگر نہ ہٹا سکا آخر ایک چھری نکالی جو میرے پاس تھی اُس سے حضرت کی ان انگلیوں کو کاٹ ڈالا۔" لعنہ اللہ علیہ وعلی من رضی بفعلہ۔

ملاحظہ ہو ایک جسم بے جان سے اس فعل کا صدور کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کمر کے کھولے جانے کو روکے اور مرتکب جرم کو اسطرح مارے کہ اسکے جوڑ بند علیحدہ ہو جانے کے قریب ہوں۔ زندگی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

(۶) شعبی جو اہل سنت کے نہایت معتبر راوی ہیں اُنسے ابی مخنف نے روایت کی ہے کہ صلب راس الحسین بالصیارف فی الکوفۃ فتنحنح الراس وقرأ سورۃ الکہف الی قولہ انہم فتیۃ امنوا بربہم وزدناہم ھدی "سر امام حسین کوفہ کے بازار صیارفہ میں لٹکا دیا گیا تھا وہاں اس سر نے ایک مرتبہ تنحنح کیا اور سورہ کہف کی تلاوت کی یہانتک کہ اس آیت تک پہونچا انہم فتیۃ امنوا الخ

(۷) علامہ ابن شہر آشوب جنکی مدح وستایش علمائے اہل سنت نے بھی بہت کچھ کی ہے روایت کرتے ہیں کہ فی اثر انہم لما صلبوا راس الحسین علی الشجرۃ سمع منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون "اشقیائے کوفہ نے جب امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو

درخت سے لٹکایا ہو اس وقت اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے لوگون نے سنا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون عنقریب ظلم کرنے والے معلوم کر لیں گے کہ کس کروٹ پلٹتے ہین"۔

(۸) سہل بن حبیب صحابی رسول سے مروی ہے کہ جب سر حضرت کا باب بنی خزیمہ تک پہونچا تو لوگ وہان پر ایک گھنٹے تک ٹھیرے رہے اسوقت آپکا سر مقدس ایک نیزہ طویل پر تھا اور سورہ کہف کی تلاوت شروع کی یہان تک کہ آیہ ام حسبت ان اصحاب الکھف آخر تک پہونچے سہل کہتے ہین کہ بخدا اس وقت آپکے سر کا تلاوت نہایت عجیب شے معلوم ہوا مین تو رونے لگا اور کہا کہ یہ بات (یعنی قتل امام حسین علیہ السلام) نہایت شنیع اور بدامر ہے پھر مجھپر غشی طاری ہوئی اور اسوقت تک بیہوش رہا جب تک کہ آپ نے تمام سورہ ختم نہین کر لیا۔

(۹) ان ہی سہل بن حبیب سے مروی ہے کہ جب حضرت کا سر اقدس دربار ابن زیاد مین پہونچا ہے تو اسطرح بزبان فصیح گویا ہوا کہ تمام حاضرین نے سنا کہ الی این تھرب یا لعین ان عجزت عنک النار فی الدنیا فما تعجز عنک فی الاخرۃ قال ہو مثواک یوم القیامۃ ای ملعون تو اگر دنیا کی آگ سے بچ گیا تو آخرت کی آگ سے بھاگ کر کہان جائیگا وہ آگ تو تیری قیامگاہ ہوگی قیامت کے دن۔ یہ سنکر تمام حاضرین گھٹنون کے بل سجدہ مین گر پڑے اور اپنے سرون پر طمانچے مارنے لگے

(۱۰) راہ شام مین راہب کا واقعہ کتب سیر مین مشہور ہے کہ جب لشکر ابن زیاد حضرت کے سر قدس کو لیکر شام کو جاتا تھا اور شب کے وقت ایک نصرانی کے دیر کے پاس پہونچا ہے تو اسنے عجائب غرائب معجزات کا مشاہدہ حضرت کے سر اقدس سے کیا ہے۔ اور آخر مین باصرار تمام اہل لشکر سے اس سر کو لیا ہے اور مشک و کافور سے معطر کرکے اپنے پاس رکھا ہے اور عرض کی ہے کہ میرا گمان غالب ہے آپ ان لوگون مین سے ہین جن کی مدح خدا تعالی نے توریت و انجیل مین کی ہے۔ کیا ایسا نہین ہو سکتا کہ مین آپکے نام سے واقفیت حاصل کرون اسوقت سر حضرت کا گویا ہوا ہے اور کہا ہے انا المظلوم انا المقتول انا المہموم وانا المغموم وانا الذی بحرب اہل البغی ظلمت یہ سنکر صاحب دیر نے عرض کی کچھ اور بیان فرمائیے۔ فقال لو اسئل ان کنت تسئل عن حالتی ونسبی فانا ابن محمد ن المصطفی انا ابن علی ن المرتضی انا ابن فاطمۃ الزہراء انا ابن خدیجۃ الکبری وانا ابن العروۃ الوثقی انا شہید کربلا وانا قتیل کربلا انا

(بعض العلماء وان قتلت انا الذی)

مظلوم کربلا انا عطشان کربلا انا ظمآن کربلا انا مقتول کربلا

اسوقت سر اقدس نے کہا کہ اگر تو میری حالت اور میرا نسب دریافت کرنا چاہتا ہی تو جان لے کہ میں فرزند محمد مصطفیٰ ہوں میں فرزند علی مرتضیٰ ہوں میں فرزند فاطمہ زہرا ہوں میں فرزند خدیجہ کبریٰ ہوں میں فرزند عروۃ الوثقیٰ ہوں الخ

اس قسم کے صدہا واقعات ہیں جنسے ثابت ہوتا ہی کہ شہدائے راہ خدا زندہ ہیں اور انکی حیات جسمانی ہے [illegible] زندہ ہیں نہ کسی اور حیات سے

واضح ہو کہ واقعہ تلاوت سورہ کہف کو صاحب تاریخ حبیب السیر نے بھی تسلیم کیا ہی یعنی کہ آپکا سر مقدس نیزہ پر [illegible] کوفہ [illegible] سورہ کہف کی تلاوت کرتا تھا لکھتے ہیں و از زید بن ارقم منقول است کہ گفت کہ در وقتی کہ سر امام حسین علیہ السلام را در کوچہائے کوفہ میگردانیدند من بر غرفہ نشستہ بودم چون آن سر در برابر من رسید شنیدم کہ این آیت میخواند ام حسبت ان اصحب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا و از ہیبت موی بر اندام من برخاست [illegible] گفتم [illegible] کہ این [illegible] امر عجیب است صفحہ ۳۲ جزو اول جلد دوم

صاحب حبیب السیر ایک اور واقعہ حیات عجیبہ کا اس سر کے لکھتے ہیں [illegible] امام حسین علیہ السلام میں وہ قوت تھی کہ کربلا سے کوفہ تک گیا مگر اس [illegible] نہوا [illegible] اور سبب کہ ابن زیاد [illegible] سر کو [illegible] پر رکھا تو قطرہ خون اسکے ران پر ٹپکا [illegible] بن ارقم [illegible] پھر [illegible] جلد [illegible] جزو اول

ان [illegible] ثابت ضرور کر دیا کہ سنی و شیعہ دونوں اس امر کے قائل ہیں کہ [illegible] بھی موجود تھی لہذا قطعی طور پر آیت کے مصداق ہیں جو [illegible] ہیں نہ [illegible] کیونکہ مقتول فی سبیل اللہ کی یہی شناخت ہی کہ اوس سے وہی آثار ظاہر ہوں جو [illegible] ظاہر ہو سکتے ہیں [illegible] معلوم ہوا کہ جنکے مرنے کے بعد اس قسم کے آثار [illegible] ہرگز شہید یا مقتول فی سبیل اللہ کا لقب نہیں پا سکتا یہ اور بات ہی کہ کوئی شخص خوش اعتقادی سے [illegible] کسی پیر کو شہید کہے جیسے جناب عثمان غنی کو [illegible] اعظم شہید کہتے ہیں لا آجتک کسی تاریخ نے نہیں بتایا کہ انکے مرنے کے بعد کوئی فعل زندوں کا سا [illegible] ہوا ہو

ہم اس مقام پر ان دونوں صاحبوں میں موازنہ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ آسمان کا موازنہ زمین سے عرش کا موازنہ فرش سے۔ نور کا موازنہ ظلمت سے۔ ہدایت کا موازنہ ضلالت سے ہرگز ہرگز قرین عقل نہیں ہے بلکہ استطراداً یہاں پر جناب عثمان کا ذکر آگیا ہے۔ دراصل مقصود اس جگہ شہید کربلا کی عظمت کا اظہار ہے جس نے اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنی جان دی۔ اور مقتول فی سبیل اللہ ہو کر اسلام کے ڈوبتے ہوئے بیڑے کو بچا لیا۔

ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام نے صرف شیعہ فرقے کو فائدہ پہونچایا اور اس کے قیامت تک باقی رہنے کا سامان کر دیا بلکہ مطلق اسلام کے باقی رہنے کا بھی سامان کر دیا۔ کیا وہ رفتار مذہب جو معاویہ شاہی سے شروع ہوئی تھی اس سے کسی طرح بھی اسلام کے باقی رہنے کی امید ہو سکتی تھی کہ چارشنبہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھ دی گئی نفس رسول کو منابر پر سب کیا گیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ کو کنوئیں میں ڈھکیل کر مروا ڈالا گیا۔ ایک مدمن الخمر قمار باز کو بادشاہ اہل اسلام بنا دیا گیا جس نے اپنے باپ کی تمام جوروں پر تصرف کر ڈالا جسنے خانہ کعبہ کو ڈھا دیا۔ جسنے مسجد رسول میں گھوڑے بندھوائے جسنے اصحاب رسول کی داڑھیاں اور مونچھیں اکھڑوا ڈالیں جسنے ایک ہزار دختران اصحاب کی لڑکیوں کو اپنی فوج پر مباح کر دیا جیسا کہ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں بھی ان میں سے بعض چیزوں کا ذکر کیا ہے جنگ حرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں قتل فیہا خلق کثیر من الصحابۃ و من غیرھم ونہبت المدینۃ وافتض فیہا الف عذراء اس جنگ میں جو بحکم یزید ہوئے تھے بہت سے لوگ صحابہ سوا اور غیر صحابہ کے قتل ہوئے اور مدینہ لوٹ لیا گیا اور ایک ہزار کنواریوں کی بکارت کا ازالہ کیا گیا واخرج الواقدی من طرق ان عبداللہ بن حنظلۃ بن الغسیل قال واللہ ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ واقدی نے بطرق متعددہ عبداللہ بن الحنظلہ بن الغسیل (غسیل الملائکہ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہمنے اسوقت تک یزید پر خروج نہیں کیا جب تک ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ اب آسمان سے ہم پر پتھر پڑیں گے۔ کیونکہ اسوقت یہ حالت ہوگئی تھی کہ لوگ اپنے باپ کی امہات الاولاد۔ اور بیٹیوں پر۔ بہنوں پر سوار ہونے لگے تھے۔ شراب پیتے تھے اور نماز کو ترک کرتے تھے۔

وہ رفتار مذہب جسمین قرآن پر تیر چلانا اور اسکو ریزہ ریزہ کر دینا کوئی بڑی بات نہ سمجھی جاتی تھی وہ رفتار مذہب جسمین بحالت جنابت ایک عورت نے سیکڑون مردوں کو مسجد مین جاکر نشہ شراب کے عالم مین نماز پڑھادی - وہ رفتار مذہب جسمین خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پینے کی تجویز ہوئی تھی - اگر باقی رہتی تو کیا اسوقت تک کہین عالم مین اسلام کا اثر بھی باقی رہتا؟ ہرگز نہین لہذا ضرورت تھی کہ ایک زبردست قربانی اسلام کے لیے واقع ہو تاکہ اسکا نام دنیا سے نہ مٹے چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے تئین وہ قربانی قرار دیا جسکا نتیجہ پہلا یہ نکلا کہ عام طور پر یزید اور اسکے اتباع سے نفرت پیدا ہوئی - دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ حسین اور انکے طرفداروں سے ہمدردی پیدا ہوگئی - اور ایک گروہ نہایت اہتمام و کوشش کے ساتھ ہر سال حسین مظلوم کی یادگار قائم کرنے اور مظالم یزید کو بیان کرنے کے لیے کھڑا ہوگیا جسکے ضمن مین وہ اپنی اصول و فروع مذہب کی تبلیغ کرنے لگا اور اپنے احکام و نواہی اندرہ رجال اور پردہ نشین عورتون تک کو اسی بہانہ سے تعلیم ارکان مذہب کرنے لگا یہان تک کہ اس فرقہ نے بہت ترقی کرنی شروع کی - اور گروہ گروہ لوگ ہر طرف سے ٹوٹ ٹوٹ کر حسینی جماعت مین داخل ہونے لگے - اب جو سواد اعظم کے اراکین مذہب نے دیکھا کہ حسین کی بدولت تو ہمارا فرقہ ختم ہوا جاتا ہے اگر چند دنون اور یہی بے خبری رہی تو اس مذہب کی اینٹ سے اینٹ بج جائیگی - لہذا فوراً اسکی حفاظت کی کوشش کرنی شروع کر دین - ادھر صحیح بخاری تصنیف ہوئی - ادھر صحیح مسلم کہین سنن ابن ماجہ لکھی گئی کہین سنن ابی داؤد کسی طرف جامع ترمذی مرتب ہوئی کسی طرف مسند احمد حنبل کہین موطا تفسیرین لکھی جانے لگین کہین کتب احکام کہین اصول دین پر بحث شروع ہوئی کہین اصول فقہ جسکا عام نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو حسینی فرقہ آہستہ آہستہ دینی علمی کاروائی سے ترقی کر رہا تھا دوسری طرف سواد اعظم کی زندگی کا بھی سامان ہوگیا اس طرف چونکہ سلطنت بھی حسینیون کے ... نہ تھی لیکن اس طرف چونکہ سلطنت کا زور بالکل نہ تھا سو جسے بہت زیادہ ترقی نہ ہوئی لیکن ہوتی رہی - بالضرور اور اب بھی اسی طرح ہوتی رہتی ہے

اس لحاظ سے عموماً اہل اسلام کو حسین علیہ السلام کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ حضرت کی شہادت نے ... اسلام کو ... باقی ہے

تب تک اسلام کی یہی حالت رہیگی جسدن یہ اہتمام مفقود ہوا اُسی دن سے اسلام فنا ہونا شروع ہو جائے گا۔ اس نظر سے کوئی وجہ نہین سمجھ مین آتی کہ حضرات اہلسنت مین سے بعض لوگ جو ہر سال درپے تخریب امر مرحوم رہتے ہین۔ کوئی اشتہار تقسیم کرتا ہے کہ ذکر حسین حرام ہے کوئی تعزیہ وعلم کو بدعت بتاتا ہی۔ کوئی تعزیہ کے صرف دیکھ لینے سے (بیبی جورُون کے نکاح سے نکل جانیکا معتقد ہے (جسکا ادنی نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ ہر سال ہزارون حرامی بچے پیدا ہوتے ہین) کوئی شخص رسالہ مخالفت عزاداری مین نکالتا ہی۔ وہ کیا سمجھتے ہین۔ اور کیا سمجھے ہوے ہین۔ انکو تو شکر گذار ہونا چاہیے تھا کہ ہر سال اس تعزیہ وعلم وضریح ومرثیہ ونوحہ ومجالس ماتم کی وجہ سے اور اُن کے اسلاف کے کارنامون کی یاد تازی کرتے رہنے سے اُنکے تعصب کی آگ مین پھر تازہ اشتعال پیدا ہو جاتا ہی جس سے اقلاً ایک سال تک اور اُنکے مذہب کے بقا کی امید بندھ جاتی ہے اور پھر ایک ناقابل قبول مذہب کی زندگی کا بسبب یزیدی خون کے رگون مین ہیجان پیدا کرنے کے سامان ہو جاتا ہی۔ نہ یہ کہ اسکی مخالفت کرین اور اسکے بند کر دینے کی تدبیرین عمل مین لائین۔ مین تو تمام اراکین سواد اعظم کو یہی مشورہ دیتا ہون کہ آپ لوگ اگر اپنے مذہب کی خیریت چاہتے ہین۔ اور یہودیت ونصرانیت ومجوسیت سے بچانا مقصود ہی تو آپ خود بھی محرم دون ہر سال حسین مظلوم کی ماتمداری کو دیکھا کیجیے اور اپنے ہم مشربون کو یہ رائے دیتے رہیے کہ تم لوگ بھی فوج یزید کے افعال کا برابر احیا کرتے رہو یعنی تعزیون کے ساتھ گدکا پھری بانا وغیرہ کھیلنا ڈھال اُٹھانا۔ کودنا پھاندنا۔ ڈھول دھپا بجانا وغیرہ وغیرہ تاکہ وہ خون جو وراثۃً بنی امیہ سے رگون مین آکر لوگون کی پہونچا ہے وہ ٹھنڈا نہونے پائے اور اس طور پر مذہب اہلسنت زوال پذیر نہ ہو ورنہ جسدن وہ خون رگون کے اندر ٹھنڈا ہوا یا تو تمام سواد اعظم عیسائی ہو جائیگا یا یہودی۔ اسوجہ سے کہ جو اصول وفروع مذہب کے نکے ہین اُنکا حسن عقلی تو سب کو معلوم ہے کوئی عاقل اُنپر کب قائم رہ سکتا تھا۔ اسی تعصب کی بدولت تو آجتک باوجود علم غلط اور قطع مہلیتہ کے لوگ اسپر باقی ہین پس کوئی وجہ نہین کہ اس تعصب کی آگ کو دبایا جائے اور رفتہ رفتہ اپنے مذہب سے دست برداری کی جائے باقی رہا فرقہ شیعہ وہ تو کسی طرح ایسی اشتہار بازیون کو کبھی خیال مین لانے ہی کا نہین اور نہ کبھی امام حسین علیہ السلام کے ذکر سے دست بردار ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ ترویج کی کوشش

محض بے سود ہی کیونکہ اُن کو تو قطعی طور پر یہ معلوم ہوگیا ہے کہ حسینی مجالس ہمارے اصول و فروع کے اجبار کا ذریعہ ہیں حسینی مجالس ہمیں دینی اور دنیوی دونوں ترقیاں سکھانے والے ہیں تا حسینی مجالس ہیں اب نہ ایک دن قعر مذلت سے نکالکر ضرور طرح عزت تک پہونچا دینگے پھر بھلا کیونکر ممکن ہے کہ وہ ایسے مفت حاصل شدہ مشن ۔ بے فیض حاصل شدہ کالج ۔ بے اجرت حاصل شدہ علم کو اپنے ہاتھ سے کھو دیں ۔ اور سواد اعظم کی جاہلانہ فقرہ بازیوں میں آجائیں ۔

لہٰذا اب سواد اعظم کے اصول یہی ہونے چاہئیں کہ وہ فرقہ شیعہ کے ہمداستان ہو جائیں اس معاملہ میں ۔ اور اس سے بالکل نہ ڈریں کہ کوئی واقعی سنی اپنا مذہب چھوڑکر شیعہ ہو جائیگا ۔

اسلیے کہ یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ رات کبھی دن نہیں ہو سکتی ظلمت کبھی نور نہیں ہو سکتی جہالت کبھی علم نہیں ہو جا سکتی ۔ پیتل کبھی سونا نہیں ہو سکتا ۔ زمین کبھی آسمان نہیں بن سکتی ابلیس کبھی آدم نہیں ہو سکتا ۔ ابو جہل کبھی رسول خدا نہیں بن سکتا ۔ خون بنی اُمیہ کبھی خون بنی ہاشم نہیں ہو سکتا ۔ لہٰذا کبھی کوئی سنی خالص شیعہ نہیں بن سکتا ۔ البتہ یہ ہو سکتا ہی کہ سنی آریہ ہو جائیں ۔ سنی عیسائی ہو جائیں سنی یہودی ہو جائیں سنی مرزائی ہو جائیں جس سے رہا سہا اسلام بھی تشریف لیجائے ۔ پس اب اگر کوشش کرنی چاہیے تو صرف ان مذہب کیطرف انقلاب کے روکنے کی ۔ نہ شیعہ ہونے سے روکنے کی جسکی بہتر تدبیر صرف اقامۂ عزائے امام حسین علیہ السلام میں کوشش کرنی ہے ۔ جس سے یزیدی خون ہیجان میں آتا ہے اور سنیت دنیا میں برقرار رہے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

محمد ہارون زنگی پوری عفی عنہ

تحقیقات اہلحدیث و تقلید آریہ

اڈیٹر صاحب اہلحدیث بجواب حیات شہید فرماتے ہیں ۔

" چونکہ جنگی ضرورت کے موقع پر آہ و بکا کا ہونا مضر و نقصان دہ ہوتا ہی اسلیے شہیدوں کے حق میں مردہ کہنے اور سمجھنے سے منع فرمایا گیا تا کہ اُن کے متعلقین اُن کو مردہ سمجھکر آہ و بکا نکریں نہ ایک دوسرے کی تعزیت کو جائیں نہ جنگی ضرورت میں خلل آئے ۔ یہ راز ہے اس منع کا جو شہیدوں کے

حق میں مردہ کا لفظ بولنے کے لیے آیا ہی؟!

خداوند عالم سورہ بقرہ میں فرماتا ہی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوتے ہیں اُن کو اموات نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم نہیں جانتے۔ سورہ آل عمران میں فرماتا ہی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون۔ فرحین بما اتیہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضل وان اللہ لا یضیع اجر المومنین۔

یعنی جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے اُن کو مردہ نہ خیال کر بلکہ وہ سب زندہ ہیں خدا کی نزدیک روزی دیے جاتے ہیں اور خدا نے جو کچھ کہ اپنے فضل و کرم سے دیا ہے اُس سے وہ خوش ہیں اور جو لوگ اُنکے ساتھ نہیں شامل ہوئے اُنکی نسبت خوشیاں مناتے ہیں (کہ وہ بھی شہید ہونگے) اُنپر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا نہ غمگین ہونگے۔ خدا کی نعمت اور فضل سے وہ خوش ہو رہے ہیں اور خدا جسطرح اجر مومنین ضائع نہیں کرتا۔

کیوں صاحب! تو اس طرح فرمائے اور آپ اسکا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ جنگی ضرورت سے ایسا کہا گیا کہ لوگ گریہ و بکا میں نہ مشغول ہوں ورنہ جنگی ضرورت میں خلل آئیگا۔

اچھا تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ خدا فرماتا ہی بل احیاء عند ربہم یرزقون کہ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے خدا کے پاس روزی دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ باصول آپکے یہ قول خداتعالی غلط ہے یہ تو انسان کے اختیار میں ہے کہ جب جانے خدا وہ کسی کو مردہ نہ کہے۔ مگر یہ کہنے والا تو ضرور کاذب ہے کہ وہ زندہ ہی۔ پھر خدا کا یہ کلام کیونکر درست ہو سکتا ہی۔

اسی طرح ہر حکم میں کہا جا سکتا ہی کہ نماز در اصل کوئی چیز نہیں ہی۔ بلکہ جنگی ضرورت سے ایکطرح کی قواعد سکھائی جاتی ہی۔ روزہ کوئی چیز نہیں جنگی ضرورت سے انکو فاقہ کشی اور جفاکشی کی تعلیم دیجاتی ہے۔ پھر یہ شریعت کاہے کو رہی ڈاکون کا مذہب ہو گیا۔

یہ جملہ بھی خوب ہی کہا ہی کہ گریہ و بکا کرنے سے اور تعزیت میں آنے جانے سے روکنے کے لیے یہ حکم دیا کیونکہ جنگی ضرورت میں خلل آتا تھا۔ حالانکہ احادیث و تواریخ میں دیکھتے ہیں کہ آنحضرت نے اس گریہ و بکا کو ایسے اہمیت دی ہے کہ جب دیکھا آپکے چچا حمزہ پر کوئی رونیوالا

نہین ہے تو آپ نے اسکا افسوس کیا۔ اور جب انصار کی عورتین گریہ و بکا کے لیے آئی ہین تو آنحضرت
اُن کو دعائین دی ہین۔

حضرت جعفر طیار جب شہید ہوے ہین تو آپ نے اُنکے اہل و عیال کے لیے جناب امیر و جناب
سیدہ سے کھانا بھجوایا ہے اُنکی تعزیت کی ہی۔

یہان تک کہ جب جناب سید الشہدا امام حسین نے بعد وفات آنحضرت شہادت پائی تو ابن عباس
اور ام سلمہ کو آپ نے خواب دکھایا جبکہ آپکا سر و ریش مبارک گرد آلود تھی۔

عمر صاحب کو جب اپنے بھائی زید کے قتل کی خبر ملی ہے جو جنگ یمامہ مین مارے گئے
تو کسقدر روئے ہین۔ تو کیا ان سب کی نسبت یہ ارشاد ہوگا کہ چونکہ یہ سب بینا غم تھا اسلیے اسقدر
نوحہ و بکا کیا گیا اور عام مسلمانون کو یہ دھوکا دیا جاتا کہ تم غم نہ کھاؤ اور مردہ نہ سمجھو۔ پھر یہ کلام شریعت
کہا جب کو مولوی جرجیون کا یہ خیال ہوا کہ پیغمبر جھوٹ نہین بولتے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر کیونکہ یہان تو
سچ مچ خدا جھوٹا قرار پاتا ہی جو کسی مصلحت سے یہ حکم دیتا ہے۔

مگر یہ تو ارشاد ہو کہ آپ مین اور آریون مین کیا فرق رہا کیونکہ اڈیٹر صاحب سفیر آگرہ
بھی تو یہی لکھتے ہین ملاحظہ ہو مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء

وہ اس امر میں کئی ہفتہ نہایت وضاحت سے لکھا تھا کہ قرآن شریف خدا کی تعلیم ہے اور
نہ خدا نے بندگان خدا کے لیے اسکو بھیجے یہی نہین بلکہ محمد صاحب کا بھی مقصد ساری دنیا مین
اسکی تعلیم کے پھیلانے کا نہ تھا بلکہ اس سے انکا مقصد عرب کے جہلا فرقون مین اصلاح و پیغام کرنا
تھا اس لیے جب وہ لوگ محمد صاحب کی بات کو باور نہ کرتے تو آنحضرت اسے خدا کی نام سے منسوب
کرکے انکے سامنے پیش کر دیتے تھے۔

مفسرین کا قول ہی کہ یہ آیت شہدا بدر کے بارے مین نازل ہوئی تھی یہ نیک نفس اسلام
کے سچے فدائی اور حضرت کے جانثار صحابہ تھے۔ پھر انہ مہاجرین و انصار جب ان باخدا
لوگون نے جام شہادت منہ سے لگایا تو صحابہ انھین یاد کرکے حسرت سے کہتے تھے کہ دیکھو ہمارے
فلان صحابی نے بدر کے معرکہ کی لڑائی مین کس بیکسی کی حالت مین اپنی جان شیرین دی اور
اور زندگانی کی نعمت اور لذت دنیا سے محروم ہو گیا دنیا کے تمام حسن و راحت اس سے چھٹتے رہے

کہا جاتا ہی کہ اسپر خدا نے ہدایت نازل فرمائی اور اس قسم کی چہ میگوئیان کرنے سے لوگون کو منع فرمایا معاملہ بالکل صاف ہی کہ چونکہ اس قسم کی بات حیثیت سے آنحضرت کے فدائی پست ہمت ہوتے اور آئندہ کسی کو جرأت نہوتی کہ وہ شہید کہین مرا بھی کرتے ہونگے ارے وہ تو ہمیشہ زندہ رہتے ہین کامل ۱۲ صہ۔

اے اہل اسلام خدا کے واسطے غور کرو جو اعتراض مسافر آگرہ کا ہے۔ وہی عقیدہ اڈیٹر اہلحدیث بھی ہی یا نہین۔ پھر دونون مین کیا فرق ہی؟

اس سے آپ کو اسکی ضرورت محسوس ہوگی کہ جناب سید الشہدا نے جو شہادت کربلا کو گوارا کیا انکا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ اس آیہ کی تصدیق ہو جاے اور اہل اسلام سمجھین کہ کلام خدا غلط نہین رسول اللہ کی حدیثین لغو نہین اگر تم لوگ اسپر ایمان نہین لاتے۔ نہ لاو۔ دیکھو ہم کسطرح اسکی تصدیق کرتے ہین کہ نہ تنہا اپنی جان راہ خدا مین نثار کرکے حیات ابدی حاصل کرتے ہین بلکہ اپنے تمام عزیز واقربا حتی کہ ایک طفل شش ماہہ کو بھی نثار راہ خدا کرکے حیات ابدی حاصل کرتے ہین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اس تحریر سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث جو ہر سال مخالفت تعزیہ داری مین اشتہار دیتے ہین اسکی غرض یہی ہے کہ اس تعلیم خدا کو مٹائین اور تمام عالم کو بتائین خدا نے جو اسکی تعلیم دی ہی کہ شہید کو مردہ نہ کہو وہ غلط ہی محض جنگی مصلحت سے یہ حکم دیا گیا تھا۔

مذہب اہلحدیث آپکو مطالعہ اصلاح و الشمس سے بخوبی معلوم ہوگا کہ جس طرح مذہب اہلسنت کی بنیاد تمامتر بدعت پر ہے جیسا کہ مضمون بدعت اہلسنت سے واضح ہی۔ اسیطرح مذہب اہلحدیث کی بنیاد تمامتر مخالفت حدیث پر ہے کہ جو حکم حدیث مین ہوگا اسکے خلاف یہ عمل کرینگے۔ اسیطرح مذہب اہلقرآن کی بنیاد تمامتر مخالفت قرآن پر ہے جیسا کہ رسائل ثلثہ **امتحان اہل قرآن۔ قول فصل۔** الکوثر سے معلوم ہو چکا۔

لہذا دنیا مین کوئی مذہب ایسا کہ قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہو بجز فرقہ شیعہ اثنا عشری نہین اب جن مسلمانون کو خدا و رسول سے محبت ہے انکے احکام پر عمل کرنا چاہتے ہین انکو ضرور ہے کہ اصلاح و الشمس کی قدردانی کرین کہ مذہب حق کے بتلانے والے یہی دو رسالے ہین۔